امام المناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ عزیزیہ رام گلی نمبر ۵ چوک دالگراں لاہور

Price Rs. 1.50

الحمدللہ کہ رسالہ،

خلافتِ رسالت

کمیلئے

شیعہ سنّی میں مسئلہ خلافت عرصہ دراز سے متنازعہ چلا آیا ہے، قدیم زمانہ سے فریقین نے اس مسئلہ میں بڑی بڑی کتب لکھی ہیں، اس مختصر رسالہ میں بطرز جدید اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے!

امام المناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ عزیزیہ رام گلی نمبر ۵ چوک لنگراں لاہور

آج مہذب دُنیا کے لوگوں کا تقاضا ہے کہ ہمیں ایسا مذہب بتاؤ جو نہ محض اخروی وعدۂ جنّت ہم کو دے، بلکہ دُنیا میں بھی کمال ترقی تک پہنچائے مسلمان اُن کے اس تقاضا کو پورا کرنے کے مدعی ہیں، کہتے ہیں کہ آؤ ہم اسلام میں یہ خوبی دکھاتے ہیں، اسلام کی تاریخ زندہ ہے وہ بتاتی ہے کہ اسلام نے محض اخروی وعدوں پر کفایت نہیں کی بلکہ دنیاوی عزت دینے کا بھی وعدہ کیا۔ نہ صرف وعدہ کیا بلکہ جو کہا وہ دلوا بھی دیا، چنانچہ اسلام کی تاریخ میں اس کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں یکہ و تنہا تھے، آخر عمر میں ایک باقاعدہ حکومت کے صاحب تاج و تخت ہو کر جلوہ نما ہوئے تھے اور ایسا ہونا کوئی اتفاقی امر نہ تھا، بلکہ اعلانِ خداوندی کے موافق وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

سنی شیعہ میں نزاع

سنی اور شیعہ قدیم سے دو اسلامی فرقے چلے آتے ہیں، ان کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے اُن میں سب سے اول مسئلہ خلافت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ برحق کون تھے۔ سنی کہتے ہیں حضرات اربعہ (ابو بکر، عمر، عثمان اور علی) رضی اللہ عنہم تھے اور اسی ترتیب سے تھے یعنی اوّل اوّل اور رابع رابع۔ شیعہ ان میں سے پہلے تینوں کو خلیفۂ برحق نہیں مانتے بلکہ حضرت علی مرتضےٰ اور ان کی اولاد امجاد رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق جانتے ہیں، یہ نزاع عرصہ سے چلی آتی ہے۔ فریقین نے اس میں حسب مذاق خود متعدد اور مختلف اصناف کتابیں لکھیں، جزاہم اللہ۔ آج ہم ان اوراق میں بطرزِ جدید اس مسئلہ کے فیصلہ کی صورت بیان کرتے ہیں جو اس شعر کی مصداق ہے ؎

نہ پیروئ قیس نہ فرہاد کرینگے ہم طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کرینگے

سُنّی شیعہ دونوں پر سوال

غیر مسلموں کے تقاضا کو سنی شیعہ نے بڑی کشادہ پیشانی سے پورا کیا یعنی اسلام کی گزشتہ تاریخ سے دکھایا کہ اسلام اسی لیے آیا ہے کہ اپنے اتباع کو تختۂ ذلت سے اٹھا کر تختِ عزت پر بٹھائے پس ایک مسلم غیر جانبدار متلاشی حق دونوں فریقوں سے اُسی طرح سوال کرتا ہے جس طرح ایک غیر مسلم نے سوال کیا تھا، وُہ پوچھتا ہے مجھے یہ بتاؤ کہ دونوں مدعیانِ خلافت میں سے کس نے مسلمانوں کو دنیاوی کمال ترقی تک پہنچایا مجھے اسی اصول کے ماتحت تم دونوں نے غیر مسلم کو جواب دے کر عمدہ طرح سے سبکدوشی حاصل کی ہے اس طرح سوال کا جواب دینا ہمارے اس رسالہ کا موضوع ہے۔ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ

بیانِ سُنّی

اس غیر جانبدار مسلم کے جواب کے لیے سنی آمادہ ہوا اور اس نے جواب دیا کہ میں اس خدمت کے لیے تیار ہوں جس طرح غیر مسلم کی تشفی کرنے کے لیے ہم دونوں اسلامی بھائی (سنی اور شیعہ) پیش ہوئے تھے اور اس کی تشفی کر چکے ہیں۔ آپ مسلم غیر جانبدار کے لیے میں اکیلا حاضر ہوں، پس آپ میرا بیان سنیئے!

میں جانتا ہوں! کہ خلافتِ رسالت کا نمونہ ہونا چاہیے یعنی جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو بتایا کہ:

"میں تم کو صرف اخروی وعدے نہیں دیتا بلکہ دنیا میں بھی تم کو عزت کے اعلےٰ معیار پر پہنچاؤں گا۔"

اسی طرح خلفاء رسالت نے یہ کام کر کے دکھایا، ذرا سی تفصیل کرنے کی اجازت دیجیئے۔

سب سے پہلے "خلافتِ رسالت" کے معنی بتانا میرا فرض ہے، میں جو خلافتِ رسالت کے معنےٰ مراد لیتا ہوں اس کو سمجھتے ہی مسائل کے سوال کا جواب آجاتے گا وُہ تعریف ہی ہم دونوں فریقوں میں فیصلہ کن ہو گی۔

جناب! آپ نے "خلافتِ رسالت" سے سوال کیا ہے اس لیے خلافتِ رسالت کی تعریف میں یوں سمجھتا ہوں۔

"ھی الریاسۃ العامۃ لاقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجھاد وبالقضاء نیابۃ من الرسالۃ" (ماخوذ از ازالۃ الخفاء دہلوی)

(یعنی خلافتِ رسالت) حکومت عامہ کا نام ہے جو ارکان دین کے قائم کرنے

اور جہاد اور مقدمات میں قضا کے لیے رسالت کی نیابت میں قائم ہو)
اس تعریف میں میں نے ساری ذمہ داری اپنے پر لی ہے۔ پس میرا فرض ہے کہ میں اپنی تعریف کے مطابق خلافتِ رسالت کا ثبوت دوں۔

وما توفیقی الا باللہ

شروع مطلب

خلیفۂ اوّل

حضور شارع اسلام علیہ السلام کا جب دُنیا سے انتقال ہوا تو عرب کے اکثر حصوں پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی مگر حضور کے انتقال فرماتے ہی بعض قبائل (بنی یربوع وغیرہ) نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا بعض لوگ اسلام سے بھی پھر گئے تھے، ادھر یمامہ کے علاقہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوّت زور پکڑ گیا، اس کے ساتھ بھی بہت سے لوگ ہو گئے تھے، جن کے مقابلہ میں خلیفۂ اول (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے کمر ہمت باندھ کر سب کو درست کیا، ان سے فارغ ہو کر قدم ترقی آگے بڑھانا شروع کیا یہاں تک کہ سال اول ہی میں مقام حیرہ فتح ہوا، دوسرے سال میں یرموک (جو بڑا جنگی مقام تھا) فتح ہوا۔ تیسرے سال خلیفۂ اوّل کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

حوالہ سے اس کی تفصیل سنیئے!

مورخ "ابوالفداء" لکھتے ہیں:

وفی ایام ابی بکر قتل مسیلمۃ الکذاب وکان ابوبکر قد ارسل الی قتالہ جیش وقدم علیہم خالد بن الولید فجری بینہم قتال شدید واٰخرہ انتظروا لمسلمون وھزموا المشرکین وقتل مسیلمۃ الکذاب قتلہ وحشی بالحربۃ التی قتل بھا حمزۃ عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشارکہ فی قتلہ رجل من الانصار وکان مقام

مسیلمة بالیمامة وکان مسیلمة قد قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وفد بنی حلیفة فاسلم ثم ارتد وادعی النبوة استقلالا ثم شارکة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقتل من المسلمین فی قتال مسیلمة جماعة من القراء من المہاجرین والانصار ولما رای ابوبکرؓ من قتل امر بجمع القران من افواہ الرجال وجرید النخل والجلود وترک ذالک المکتوب عند حفصةؓ بنت عمرؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولما تولی عثمانؓ ورای اختلاف الناس فی القرآن کتب من ذالک المکتوب الذی کان عند حفصةؓ نسخا وارسلہا الی الامصار وابطل ما سواہا وفی ایام ابی بکرؓ منعت بنو یربوع الزکوٰة وکان کبیرہم مالک بن نویرة وکان ملکا فارسا مطاعا شاعرا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسلم فولاہ صدقة قومہ فلما منع الزکوٰة ارسل ابوبکر الی مالک المذکور خالد ابن الولید فی ما نعی الزکوٰة فقال مالک انا اتی بالصلوٰة دون الزکوٰة فقال خالد اما علمت ان الصلوٰة والزکوٰة معا لا تقبل واحدة دون الاخری

وفی ایام ابی بکرؓ فتحت الحیرة بالامان علی الجزیة ثم دخلت سنة اثنتی عشرة وسنة ثلاثة عشرة فیہا کانت وقعة الیرموک وہی الوقعة العظیمة التی کانت سبب فتوح الشام وکانت سنة ثلاثة عشرة للہجرة وکان ہرقل اذ ذاک بحمص فلما بلغہ ہزیمة الروم بالیرموک رحل عن حمص وجعلہا بینہ وبین المسلمین ولما فرغ خالدؓ بن الولید وابو عبیدةؓ من وقعة الیرموک قصد بصری فجمع صاحب بصری الجموع للملتقی ثم ان الروم طلبوا

الصلح فصولحو علی کل راس دینار وجریب حنطة ۔"

(تاریخ ابوالفداء صہ ۱۵۸، حصہ اوّل)

یعنی خلیفہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت باغی) قتل ہوا، ابوبکرؓ نے اس کے مقابلہ کے لیے بہت بڑی فوج بھیجی جس کا سردار خالدؓ بن ولید کو کیا۔ دونوں فریقوں میں سخت جنگ ہوئی آخر کار مسلمان غالب ہوئے، انھوں نے مشرکوں کو بھگا دیا اور مسیلمہ قتل ہوا، اس کو فیروز وحشی نے اس ہتھیار سے قتل کیا، جس سے اس نے (کفر کی حالت میں) آنحضرتؐ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور اس کے قتل کرنے میں ایک انصاری شخص بھی شریک ہوا۔ مسیلمہ کا قیام یمامہ میں تھا، اس سے پہلے مسیلمہ ایک وفد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوکر مسلمان ہوا تھا، پھر مرتد ہو گیا تھا اور نبوتِ مستقلہ کا دعوٰے کیا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شہروں کے نبی ہیں اور میں دیہات کا، مسلمان قرآن پڑھنے والے مہاجرین اور انصار بہت سے اس جنگ میں شہید ہوئے، ابوبکر (صدیقؓ) نے جب دیکھا کہ بہت سے مسلمان اس جنگ میں شہید ہو گئے تو حکم فرمایا کہ قرآن مجید حافظوں کے سینوں کھجوروں کے پتوں اور چمڑوں کے ٹکڑوں پر لکھا ہوا نقل کرکے جمع کیا جائے، پھر وہ جمع کیا ہوا قرآن جو یکجا لکھا گیا تھا، حضرت حفصہؓ کے پاس رکھا۔

خلیفہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں بنو یربوع نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، ان کا بڑا سرکردہ مالک بن نویرہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا تو آپ نے اس کو اس کی قوم پر افسر زکوٰۃ مقرر کیا تھا جب اس نے زکوٰۃ روک لی تو ابوبکر صدیقؓ نے مالک مذکور کی طرف خالدؓ بن ولید و مانعین زکوٰۃ کی طرف بھیجا، مالک نے کہا میں زکوٰۃ کا حکم ادا کرتا ہوں اور کروں گا، زکوٰۃ نہیں دوں گا۔ خالدؓ نے کہا تو نہیں جانتا

کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں اکٹھی فرض ہیں، ان میں سے کوئی بھی دوسری کے تسلیم کرنے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

خالد رضؓ نے مالک کو قتل کرا دیا اور مانعین زکوٰۃ کو سیدھا کر کے ماتحت کیا اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں مقام حیرہ فتح ہوا۔ اہل حیرہ نے جزیہ پر امان لی پھر بارہواں تیرہواں سال شروع ہوا، اس میں مقام یرموک فتح ہوا، اور یہ بہت بڑا واقعہ تھا آئندہ کو ملک شام کی فتح کی کنجی تھا، اس موقع پر بادشاہ ہرقل حمص میں تھا، جب اس کو یرموک میں عیسائی فوج کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ حمص سے اُٹھ کر ایسی جگہ آیا جہاں ٹھہرنے سے حمص کا مقام مسلمانوں سے حائل ہو سکے، جب حضرت خالدؓ اور ابو عبیدہؓ یرموک کے کام سے فارغ ہوتے تو انھوں نے بصریٰ کا قصد کیا۔ بصرے کے اعلیٰ افسر نے مقابلہ کے لیے بہت سی فوج جمع کر رکھی تھی۔ آخر کار عیسائیوں نے مصالحت چاہی تو ان سے اس شرط پر صلح کی گئی کہ ہر شخص ایک دینار اور ایک جریب گیہوں سالانہ جزیہ دیا کرے حضرت ابو بکرؓ سوا دو سال خلافت کر کے فوت ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

خلیفۂ دوم

(مجمل حالات)

حضرت عمر خلیفۂ دوم رضی اللہ عنہ کے زمانے کے پہلے سال (۱۳ھ ہجری) میں دمشق تک فتح ہو گیا، دوسرے سال میں ملک عراق فتح ہوا۔ خلیفہ نے عراق میں شہر بصرہ آباد کیا، تیسرے سال میں بڑے طویل محاصرے کے بعد شہر حمص، حماۃ، شیزر، لاذقیہ، جبلہ، طرطوس، قنسرین، علاقہ حلب، انطاکیہ، مرعش، منبج، دلوک سرمین، تنزین، عزاز بلکہ سارا ملک شام فتح ہو گیا۔ تیسرے سال (۱۵ھ ہجری)

میں ہرقل شاہِ روم ملک شام سے بھاگ کر قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ اسی سال میں بیت المقدس بھی فتح ہو گیا۔ خلافت کے چوتھے سال (۱۶ سنہ ہجری) میں خلیفہ کی فوج نے ایران کے بعض ممالک فتح کیے، دریا دجلہ کو عبور کر گئے، اسی سال میں مدائن، جلولا، تکریت موصل، ماسندان، قرقلیبا فتح ہوتے۔ خلافتِ ثانیہ کے پانچویں سال (۱۷ سنہ ہجری) میں ملک فارس میں سے مقام اہواز، رام ہرمز اور تستر فتح ہوئے ۱۸ سنہ ہجری میں قحط شدید کے سبب سے پیش قدمی رکی رہی۔ خلافت کے ساتویں سال ۱۹، ۲۰ ہجری میں مصر اور اسکندریہ فتح ہوتے۔ خلافت کے نویں سال ۲۱ سنہ ہجری میں ایرانیوں کا شہر نہاوند بہت سخت جنگ کے بعد فتح ہوا، اسی سال میں دینور، صمیرہ، ہمدان اور اصفہان فتح ہوئے۔ خلافتِ ثانیہ کے دسویں سال آذربیجان، رَی، جرجان، قزوین، زنجان اور طبرستان فتح ہوتے۔ اسی سال میں برقہ اور طرابلس الغرب

خلافتِ ثانیہ

مفصل حالات

سُنی | حضرات میری مسلمہ خلافت اولیٰ کی فتوحات تو آپ نے سنیں۔ اب خلافت ثانیہ کی فتوحات سنیئے، تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ زمانہ رسالت کے نقشِ قدم پر چلنا کس کو کہتے ہیں۔

بویع بالخلافۃ فی الیوم الذی مات فیہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واول خطبۃ خطبہا قال یا ایھا الناس واللہ ما فیکم احد اقوی عندی من الضعیف حتی اٰخذ الحق لہ ولا اضعف عندی من القوی حتی اٰخذ الحق منہ ثم اول شئی امر بہ ان عزل خالد بن الولید عن الامرۃ وولی ابا عبیدۃ رضؓ علی الجیش بالشام و ارسل بذالک الیھا وھو اول من سمی بامیر المومنین وکان ابوبکرؓ یخاطب بخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم سار ابو عبیدۃؓ

خلیفہ اول جس روز فوت ہوئے اسی روز خلیفہ دوم سے بیعت خلافت ہوئی۔ (خلافت اول کے زمانہ میں فتح دمشق کا کام باقی تھا) ابو عبیدہؓ (سپہ سالار) خلیفہ کے حکم سے مرکز سے چل کر دمشق کے قریب اترے اور خالد بن ولید (رضی اللہ عنہم) مشرقی دروازہ کے قریب اور عمرو بن عاص اور طرف سے اترے اور انہوں نے دمشق کا پورا محاصرہ قریباً ستر روز رکھا۔ خالدؓ نے اپنے قریب کا حصہ تلوار کے ساتھ فتح کیا تو اہل دمشق نے ابو عبیدہؓ (اعلیٰ افسر) کو صلح کا پیغام دیا۔ اور اس کے لیے دروازہ کھول دیا۔ ابو عبیدہؓ ان کو امن دے کر شہر میں داخل ہو گئے اور خالدؓ کو عین

ونازل دمشق وكانت منزلته
من جهت باب الجابية ونزل خالد
من جهت باب توما وباب شرقي
ونزل عمرو بن العاص رض بناحية اخرى
وحاصروها قريبًا من سبعين ليلة
وفتح خالد ما يليه بالسيف فخرج
اهل دمشق وبذلوا الصلح لابي
عبيدة رض من الجانب الاخر وفتحوا
له الباب فامنهم ودخل والتقى مع
خالد في وسط البلد وبعث ابو عبيدة
بالفتح الى عمر رض وفي ايامه فتح العراق
(ثم دخلت سنة اربع عشرة) فيها
في المحرم امر عمر رض ببناء البصرة (ثم
سار ابو عبيدة رض الى اللاذقية ففتحها
عنوة (وفتح) جبلة وانطرطوس
(ثم سار ابو عبيدة الى قنسرين و
وكانت كرسي المملكة المنسوبة
اليوم الى حلب وكانت حلب من
جملة اعمال قنسرين ولما نازلها
ابو عبيدة رض وخالد بن الوليد
كان بها جمع عظيم من الروم فجرى

شہر کے درمیان میں ملے۔ ابو عبیدہ رض
سپہ سالار نے اس فتح کی خبر حضرت عمر رض
(خلیفہ) کے پاس بھیج دی حضرت عمر رض ہی
کے زمانہ میں ملک عراق (جس میں بغداد
بصرہ وغیرہ) فتح ہوا۔ چودھویں سال ہجری
کے ماہِ محرم میں حضرت عمر رض نے شہر بصرہ
بنانے کا حکم دیا (جو اس زمانہ میں چھاؤنی
کا کام دیتا تھا) پندرہویں سال ہجری
میں مقام حمص طویل محاصرہ کے بعد
فتح ہوا، پھر نصاریٰ نے مصالحت کی
خواہش کی تو ابو عبیدہ رض نے ان کے ساتھ
اسی شرط پر صلح کی جس شرط پر اہلِ دمشق سے
صلح کی تھی۔ پھر ابو عبیدہ رض محض فوج کے
شہر حماۃ کی طرف گئے۔ اس سے فارغ
ہو کر لاذقیہ کی طرف روانہ ہوئے، اس کو
بزورِ شمشیر فتح کیا، اس کے بعد جبلہ اور
انطرطوس فتح کیے پھر قنسرین کی طرف
گئے جو صوبہ حلب کا دارالحکومت تھا
اور صوبہ حلب قنسرین کے ماتحت ممالک
سے تھا۔ ابو عبیدہ اور خالد وہاں اترے
وہاں نصاریٰ کی بہت بڑی فوج پڑی

www.KitaboSunnat.com

بینهم قتال شدید انتصر فیه المسلمون
ثم بعد ذالك طلب اهلها الصلح
على صلح اهل حمص (ثم) فتح
بعد ذالك حلب وانطاکیة ومنبج
ودلوك وسرمین وتنزین وعزاز
واستولى على الشام من هذه الناحیة
(ثم) سار خالد الى مرعش ففتحها
واجلى اهلها واخربها وفتح حصن
الحدیث (وفی هذه السنة) لما
فتحت هذه البلاد وهی سنة
خمس عشرة وقیل ست عشرة
الیس هرقل من الشام وسار الى
قسطنطنیة من الرها ولما سار
هرقل علا على نشز من الارض
ثم التفت الى الشام وقال السلام
علیك یا سوریا سلام لا اجتماع
بعده ثم فتحت قیساریة وسبسطیة
وبها قبر یحیى بن ذکریا ونابلس ولد
ویافا وتلك البلاد جمیعها واما بیت

تھی، ان کے ساتھ خوب زور کی جنگ
ہوئی، اس میں مسلمان ظفریاب ہوئے
پھر وہاں کے لوگوں نے حمص کی شرط
پر صلح کی درخواست کی، پھر شہر حلب،
انطاکیہ، منبج، دلوک، سرمین تنزین، عزاز
فتح کیے اور شام کے اس سارے علاقہ
پر فتح حاصل کر لی، پھر خالدؓ مقام مرعش
کی طرف گئے۔ اس کو فتح کر کے اُسے
اجاڑ دیا اور حصن الحدیث مقام بھی فتح
کر لیا۔ جب یہ شہر فتح ہو چکے تو ہرقل
بادشاہ ملکِ شام سے نکل کر قسطنطنیہ
میں چلا گیا، جاتے ہوئے اونچے ٹیلے
پر چڑھ کر شام کی طرف منہ کر کے بولا
سوریا[1] تجھ پر سلام ہو، ایسا سلام کہ اس
کے بعد ہمارا اجتماع نہ ہوگا۔ اس کے بعد
قیساریہ اور صبصطیہ مقام فتح ہوتے،
جہاں حضرت یحییٰ کی قبر ہے۔ نابلس، یافا
وغیرہ تمام شہر فتح ہو گئے۔ بیت المقدس
کا محاصرہ بہت لمبا ہوا، اس کے ساکنان

---

[1] ملکِ شام کا نام ہے۔

المقدس فطال حصاره وطلب
اهله من ابی عبیدةؓ ان یصالحهم
علی صلح اهل الشام یشرطان
یکون عمر بن الخطاب متولی امر
الصلح فکتب ابو عبیدة الی عمر
بذالک فقدم عمر رضی الله عنه
الی القدس وفتحها واستخلف
علی المدینة علی بن ابی طالب رضی
الله عنه (وفی هذه السنة) اعنی
سنة خمس وعشرة وضع عمر ابن
الخطابؓ الدواوین وفرض العطاء
للمسلمین ولم یکن قبل ذالک و
قیل کان ذالک سنة عشرین فقیل
له ابدا بنفسک فامتنع وبدا بالعباس
عم رسول الله صلی الله علیه وسلم
ففرض له خمسة وعشرین الفا ثم
بدا بالاقرب فالاقرب من رسول
الله صلی الله علیه وسلم وفرض
لاهل بدر خمسة الاف خمسة
الاف وفرض لمن بعدهم الی
الحدیبیة وبیعة الرضوان اربعة

نے ابو عبیدہؓ (اعلیٰ افسر) سے باقی اہل
شام کی صلح کی طرح مصالحت کی درخواست
کی، اس شرط پر کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ خود
مصالحت کے ذمہ دار ہوں۔ پس ابو عبیدہؓ
نے حضرت عمرؓ کی طرف خط لکھا تو حضرت
عمرؓ خود بیت المقدس میں آئے اور اس
کو فتح کیا اور اپنی غیر حاضری میں مدینہ پر
حضرت علیؓ کو حاکم مقرر کیا۔ اسی پندرھویں
سال حضرت عمرؓ نے سرکاری کاغذات کے
رجسٹر بنائے اور مسلمانوں کے لیے وظائف
مقرر کیے اس سے پہلے نہ تھے، لوگوں نے
حضرت عمرؓ سے کہا پہلے اپنا وظیفہ مقرر
کیجئے، کہا نہیں بلکہ حضرت عباسؓ سے
شروع کیا، ان کے لیے پچیس ہزار درہم
(سالانہ) مقرر کیا۔ پھر جیسا کوئی آنحضرتؐ
کے قریب تھا، اس سے اور اہل بدر کے
لیے پانچ پانچ ہزار درہم (سالانہ) مقرر
کیا اور جو اُن کے بعد والے ہیں حدیبیہ
اور بیعت رضوان تک ان سب کے لیے
چار چار ہزار مقرر کیے۔ پھر ان سے پچھلے
لوگوں کے لیے تین تین ہزار اور اہل قادسیہ

الاف اربعة الاف ثم لمن بعدهم
ثلاثة آلاف ثلاثة الاف وفرض
لاهل القادسية واهل الشام
الفين الفين وفرض لمن بعد القادسية
واليرموك الفا الفا ولروادفهم خمسة
مائة خمسة مائة ثم ثلث مائة ثلث
ثم مأتين وخمسين مأتين و
خمسين (وكان في هذه السنة
اعني سنة خمس عشرة وقعة القادسية
وكان المتولي لحرب الاعاجم فيها
سعد بن ابي وقاص وكان مقدم العجم
رستم وجرى بين المسلمين وبين
الاعاجم اذ ذاك قتال عظيم دام
اياما ولما شاهد المسلمون ايوان
كسرى كبروا وقالوا هذا ابيض كسرى
هذا ما وعد الله ورسوله ثم دخلت
سنة ست عشرة) واقام سعد على
نهر شير الى ايام من صفر ثم
عبروا دجلة وهربت الفرس من
المدائن نحو حلوان وكان يزدجرد
قد قدم عياله الى حلوان وخرج

اور اہل شام کے لیے دو دو ہزار مقرر کیے
اور جو قادسیہ اور یرموک کے بعد کے مسلمان
تھے۔ ان کے لیے دو دو ہزار مقرر کیے
اور ان کے پیچھے والوں کے لیے پنج سو،
تین سو، اڑھائی مقرر کیے۔ اسی پندرہویں
سال میں قادسیہ کا واقعہ ہوا، جس میں عجمیوں
کی جنگ کے منتظم سعدؓ بن ابی وقاص تھے
اور ایرانیوں کا سپہ سالار رستم تھا۔ مسلمانوں
اور ایرانیوں میں خوب خوب کئی کئی روز
تک لڑائی ہوئی۔ جب مسلمانوں نے
بادشاہ ایران کے محلات دیکھے تو تکبیر
(اللہ اکبر) کہی اور کہا کہ یہی قیصری کا سفید
محل ہے۔ یہی ہے جس کا اللہ اور رسولؐ
نے وعدہ کیا تھا۔ پھر سولہواں سال ہجری
چڑھا۔ سعد (سپہ سالار اسلام) نہر شیر پر
ماہ صفر تک ٹھہرا رہا۔ پھر مسلمان دجلہ دریا
سے عبور کر گئے اور ایرانی مدائن سے
حلوان کی طرف سب بھاگ گئے یزدگرد
شاہ ایران اپنے عیال پہلے ہی حلوان
کی طرف بھیج چکا تھا۔ پھر وہ اور اس کے
ساتھی جتنا کچھ لے جا سکتے تھے مال متاع

هو من معه بما قدروا عليه
من المتاع ودخل المسلمون
المدائن وقتلوا كل من وجدوه
واحتاطوا بالقصر الابيض ونزل
به سعد واتخذ ايوان كسرى
مصلى واحتاطوا على اموال من
الذهب والآنية والثياب تخرج
عن الاحصاء وكان لكسرى بساط
طوله ستون ذراعا في ستين ذراعا
وكان على هيئة روضة قد صورت
فيه الزهور بالجوهر على قضبان
الذهب فاستوهب سعد ما يخص
اصحابه منه وبعث به الى عمرؓ
فقطعه عمرؓ وقسمه بين المسلمين
فاصاب عليؓ ابن ابي طالب منه
قطعة فباعها بعشرين الف درهم
(واقام) سعدؓ بالمدائن وارسل
جيشا الى جلولاء وكان قد اجتمع
بها الفرس فانتصر المسلمون و
قتلوا من الفرس ما لا يحصى وهذه
الوقعة هي المعروفة بوقعة جلولاء

ساتھ لے گئے اور مسلمان شہر مدائن میں
داخل ہو گئے، جس جس کو شہر میں (بر سر
جنگ پایا) سب کو قتل کر دیا اور شاہی
مکان قصر ابیض کا محاصرہ کر لیا اور محلات
کسریٰ کو مسجد بنایا اور ان کے اموال سونا
برتن کپڑے وغیرہ جو اندر سے باہر تک تھے
سب پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور شاہ ایران
کا ایک قالین (فرش) تھا جس کا طول،
عرض ساٹھ ساٹھ ہاتھ (تیس تیس گز) تھا اور
اس میں ایک باغ کا نقشہ بنا ہوا تھا،
جس میں سونے کی شاخوں پر موتیوں سے
پھول بنائے ہوئے تھے (اسلامی
سپہ سالار) سعدؓ نے مجاہدین اصحاب سے
ان کا حصہ ہبہ کرا لیا اور قالین مذکور سالم
حضرت عمرؓ خلیفہ کے پاس بھیجا، خلیفہ موصوف
نے اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جس میں
سے حضرت علیؓ کو ایک ٹکڑا ملا جو بیس
ہزار درہم (یا پانچ ہزار روپیہ انگریزی)
پر انھوں نے بیع کیا اور سعدؓ (سپہ سالار
افواج اسلام) خود مدائن میں ٹھہرے اور
کچھ فوج جلولا کی طرف بھیجی، اس میں اہل

وكان يزدجرد بحلوان فسار
عنها وقصدها المسلمون واستولوا
عليها ثم فتح المسلمون تكريت
والموصل ثم فتحوا ماسندان
عنوة وكذالك قرقيسيا وفي هذه
السنة اعني سنة ست عشرة
للهجرة قدم جبلة بن الايهم على
عمر بن الخطاب رضي الله عنه
فتلقاه جماعة من المسلمين و
دخل في زي حسن وبين يديه
جنائب مقادة ولبس اصحابه
الديباج وفيها فتح المسلمون
الاهواز وكان قد استولى عليها
الهرمزان وكان من عظماء الفرس
ثم فتحوا رام هرمز وتستر وتحصن
الهرمزان في القلعة وحاصروه
فطلب الصلح على حكم عمر فانزل
على ذالك فارسلوا به الى عمر
معه وفد منهم انس بن مالك
والاحنف بن قيس فلما وصلوا
به الى المدينة البسوه كسوته

فارس جمع ہو رہے تھے مسلمان ان پر
فتح یاب ہوئے۔ فارسیوں کو بے حساب
قتل کیا۔ یہ واقعہ، واقعہ جلولا کے نام سے
مشہور ہے۔ یزدگرد شاہ ایران مقام حلوان
میں تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہاں سے
چلا گیا۔ مسلمان فوج نے حلوان کا رخ کیا
اور اس پر غلبہ پایا پھر مسلمانوں نے تکریت
اور موصل کو فتح کیا، پھر ماسندان کو پھر
قرقیسا کو۔ اسی سنہ ۱۶ھ میں جبلہ (عیسائی
حکمران) خلیفہ عمرؓ کے پاس آیا، اس خیال
میں کہ اس کے ساتھ اس کی فوج تھی جنہوں
نے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اسی سال
۱۶ھ میں مسلمانوں نے مقام اہواز فتح
کیا۔ فارس کا ایک بڑا جنرل ہرمزان اس
پر قابض تھا۔ مسلمانوں نے اس کو فتح
کیا اور ہرمزان قلعہ میں پناہ گیر ہوا، اسلامی
فوج نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے حضرت
عمرؓ کا فیصلہ منظور کر کے صلح طلب کی
پس وہ اس وعدہ پر قلعہ سے اتارا گیا۔
اور حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا گیا جب وہاں
پہنچے تو ہرمزان کے ساتھیوں نے اس کو

من الديباج المذهب ووضعوا على راسه تاجه وهو مكلل بالياقوت ليراه عمرؓ والمسلمون فطلبوا عمرؓ فلم يجدوه فسألوا عنه فقيل جالس في المسجد فاتوه رهونا ثم جالسوا دونه فقال الهرمزان اين هو عمر قالوا هو ذا قال فاين حرسه وحجابه قالوا ليس له حارس ولا حاجب استيقظ عمر لجلبة الناس فنظر الى الهرمزان وقال الحمد لله الذى اذل بالاسلام هذا واشباهه وامر بنزع ما عليه فنزعوه والبسوه ثوبا صفيقا فقال له عمر كيف رأيت عاقبة الغدر وعاقبة امر الله فقال الهرمزان نحن واياكم فى الجاهلية لما خلى الله بيننا وبينكم غلبناكم ولما كان الله الان معكم غلبتمونا دار بينهما الكلام - واخر الامر ان الهرمزان اسلم وفرض له عمرؓ الفين - ثم دخلت سنة تسع

ریشمی لباس پہنایا اور اس کے سر پر تاج رکھا، جس میں یاقوت لگے ہوئے تھے تاکہ خلیفہ اور مسلمان اس کو دیکھیں پھر ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو تلاش کیا تو نہ پایا، پوچھنے پر کسی نے بتایا وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں مسجد میں آئے حضرت عمرؓ سو رہے تھے، ذرا ہٹ کر وہ لوگ بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد ہرمزان نے کہا، خلیفہ عمرؓ کہاں ہیں" لوگوں نے کہا یہ دیکھو بیٹھے ہیں ہرمز بولا اس کے محافظ اور سپاہی کہاں ہیں" لوگوں نے کہا اس کو کوئی محافظ اور دربان نہیں، لوگوں کی باتیں سن کر حضرت عمرؓ جاگ پڑے اور ہرمزان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے اس جوان کو اور اس جیسے کئی ایک کو اسلام کے سامنے نیچے کیا، پھر حکم دیا کہ اس کے ریشمی کپڑے اتارے جائیں اور اچھے صاف ستھرے کپڑے پہناتے جائیں۔ پھر خلیفہ عمرؓ نے کہا اے ہرمزان تم نے اپنے غدر اور اللہ کی پکڑ کا انجام کیسا دیکھا۔ ہرمزان نے کہا ہم فارسی اور تم

عشرة وسنة عشرين) فيها فتحت مصر والاسكندرية على يد عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص والزبير رضی اللہ عنہ بن العوام فنازلا عين شمس وهو يقرب المطرية وكان بها جمعهم ففتحاها۔ (ثم دخلت سنة إحدى وعشرين) فيها كانت وقعة نهاوند مع الاعاجم وكان قد اجتمعوا في مائة و خمسين الفا ومقدمهم الفيرزان فجرى بينهم وبين المسلمين هزموا الاعاجم واثخنوهم قتلا وهرب الفيرزان مقدم جيش الاعاجم۔ (ثم دخلت سنة اثنتين وعشرين) فيها فتحت اذربيجان والري وجرجان وقزوين وزنجان وطبرستان (وفيها) سار عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص الى برقة فصالح اهلها على الجزية (ثم) سار الى طرابلس الغرب فحاصرها وفتحها عنوة (وفي هذه السنة) غزى الاحنف بن قيس

عزّی کفر میں جب تک برابر تھے ہم تم پر غالب رہے اور اب جو اسلام کی وجہ سے اللہ تمہارے ساتھ ہے تو تم ہم پر غالب ہوتے۔ آخر کار ہرمزان مسلمان ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے دو ہزار درہم وظیفہ مقرر فرمایا، پھر ۱۸ھ ہجری شروع ہوا جس میں قحط نمودار ہوا۔ پھر ۱۹ھ ہجری میں حضرت عمر ملک شام کی طرف گئے۔ بیس ہجری میں عمرو بن عاص اور زبیر بن عوام نے مصر اور اسکندریہ فتح کیے بعد فتح کے وہ مقام عین شمس کے پاس اترے، اس مقام میں مخالف جماعت تھی، انہوں نے اس کو مغلوب کیا۔ پھر ۲۱ھ ہجری میں نہاوند کی جنگ ہوئی۔ مخالف لوگ ڈیڑھ لاکھ جمع تھے جن کا سپہ سالار فیروزان تھا، ان کے ساتھ مسلمانوں کی بہت سی لڑائیاں ہوئیں انجام کار مسلمانوں نے عجمیوں کو شکست دی اور خوب مارا یہاں تک کہ فیروزان بھاگ نکلا، ۲۲ھ میں آذربیجان رے، جرجان، قزوین، زنجان اور طبرستان وغیرہ

خراسان وحارب یزدجرد و افتح ھراۃ عنوۃ۔"

(تاریخ الفداء ج ۱ ص ۱۵۹ تا ۱۶۴)

فتح ہوئے۔ اسی ۲۲ھ میں عمر بن عاص مقام برقہ کیطرف گئے وہاں کے لوگوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی پھر موصوف طرابلس الغرب کی طرف گئے اور اس کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اسی ۲۲ھ ہجری میں احنف بن قیس (جرنیل) نے خراسان فتح کیا اور یزدگرد وہاں لڑا۔ مگر مسلمانوں نے ہراۃ کو بزور فتح کیا۔

سنّی یہ ہے ہمارے مسلمہ خلیفوں کی فتوحات کا نمونہ۔ اسی طرح ہمارے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں پرچم اسلام متعدد ممالک پر لہرایا۔ جن کا ذکر اسلامی تاریخ میں ملتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے خلفاء کے زمانہ میں مثل زمانہ رسالت کے خوب ترقی ہوئی، اسی کے باتدو شائد جس سے مسلمان دنیا میں معزز قوم شمار ہونے لگے۔ ایسے کہ ان کے حق میں یہ کہنا بجا ہوا ؎

وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا

بس میں اپنے اپنے خلفاء کے حالات سنا کر اپنے برادر (شیعہ) کو مخاطب کرکے کہتا ہوں ؎

اولئك خلفائی فجئنی مثلہم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع[1]

---

[1] یہ میرے خلیفہ ہیں، ان جیسے سامنے لاؤ۔

بیان شیعہ

ہم شیعہ اس بات کے تو قائل ہیں کہ خلافت سے مراد نیابت رسالت ہے۔ مگر نیابت کی تشریح ہم یہ کرتے ہیں کہ محض ہدایت اور ارشاد۔ اسی لیے ہمارے مسلمہ خلفاء میں روحانیت تو اعلیٰ درجہ کی تھی مگر دنیاوی حکومت نہ تھی، پہلے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکومت ملی تھی، مگر بوجہ ان کے مشاغل دینیہ زہد و تقویٰ کے اس میں دنیاوی ترقی نہ ہوئی، بلکہ بوجوہاتِ خاصہ مسلمانوں کی باہمی جنگ و جدل ہوتی رہی، حتیٰ کہ ابنِ عباسؓ نے ہمارے امیرالمومنین اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب کے حق میں کہہ دیا:

یا امیرالمومنین انت رجل شجاع ولست صاحب رائی

(ابوالفداء، جلد اول صفحہ ۱۷۲)

(یعنی اے امیرالمؤمنین آپ بہادر ہیں مگر مدبّر نہیں۔)

ہمارے دوسرے خلیفہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہوئے، ان کے زہد و تقوے کی وجہ سے انتظام میں سستی ہونے لگی تو امراء اور رعایا میں بے وفائی کے آثار پیدا ہوتے، جن کو دیکھ کر حضرت ممدوح نے خلافت معاویہ کے حوالے کر دی، آپ کے اتباع نے جب آپ کا یہ ارادہ پایا تو آپ پر حملہ کر کے آپ کا سب سامان "نقد و جنس لوٹ گیا، یہاں تک کہ آپ کے نیچے سے جا۔نماز بھی کھینچ لی"۔ [1]

[1] چوں حضرت امام حسن علیہ السلام مکرو بے وفائی مردم دریافت دانست اگر با معاویہ جنگ کند کار از پیش نخواہد رفت خطبہ بخواند رفت خطبہ بخواند و بعدہٗ فرمود کہ من دوست ندارم کہ قطرۂ خون مسلمانے ریختہ شود چوں ایں کلام و فسر مود سپاہ بشوریدند و گفتند ما دانستیم کہ تو ارادۂ حرب نداری پس دست بغاوت دراز کردند و آنچہ از نقد و جنس یافتند بتاراج بردند حتیٰ مصلاتے کہ آنحضرت (امام) برآں نشستہ بود از زیر آں حضرت کشیدند و بردند (ترجمہ کشف الغمہ عن احوال الائمہ)

لیکن آپ نے اس کا کچھ خیال نہ فرمایا، بلکہ خدا تعالیٰ پر توکل رکھا، اس کے بعد پھر آپ کے جتنے جانشین ہوتے سب کے سب زاہد، عابد، گوشہ نشین، صاحبِ ارشاد ہوتے، حکومت میں ان کو کوئی حصہ نہ تھا۔

تیسرے امام ہمارے تیسرے امام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں آپ بھی زاہد، عابد، متقی، صاحبِ ارشاد تھے، حکومت میں آپ کو حصہ نہ تھا بلکہ جب حکومتِ حالیہ سے ڈرتے ہوتے آپ مدینہ شریف سے بقصدِ ہجرت مکہ شریف کو جا رہے تھے تو آپ نے اپنے حسبِ حال وہ آیت پڑھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے، جب وہ فرعون کے خوف سے مصر سے نکلے تھے[۱] اس کے بعد آپ حکومت سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ بلکہ حکومت کے معتوب رہے، یہاں تک کہ حکومت نے بجز آپ کو شہید کرا دیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

چوتھے امام ہمارے چوتھے امام جن کو خلیفۂ وقت کہتے ہیں، امام زین العابدین تھے۔ آپ بھی زاہد، عابد، صاحبِ ارشاد مگر حکومت سے بالکل الگ تھلگ بلکہ حکومت کے دُعاگو چنانچہ ایک دفعہ آپ نے حاکمِ وقت عبدالملک کو دُعاگوئی کا خط لکھا تو اس نے آپ کو بہت کچھ نذرانہ بطور تحفہ بھیجا۔[۲]

---

[۱] امام حسینؓ چوں از مدینہ بیروں آمد قدم در بادیہ نہادند فرمودانہ قصد فرار نمودن موسیٰ علیہ السلام از فرعون ایں آیت بخواند فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (ترجمہ کشف الغمہ)

[۲] مرویست از ابی عبداللہ علیہ السلام کہ چوں عبدالملک مروان بخلافت نشست نامہ بحجاج بن یوسف نوشت کہ حذر کن از دمار بنو عبدالمطلب و از اراقت خون ایشاں کہ من مے بینم کہ آل ابوسفیان کہ دریں امر شروع نمودند درنگ نکردہ اند مگر اندکے و ایں کتابت بہ پنہانی تردد سے فرستاد امام زین العابدین علیہ السلام نامہ نوشت بعبدالملک مروان مضمون آنکہ تو کتابتے نوشتی بحجاج در فلاں روز فلاں ساعت بایں مضمون خدائے تعالیٰ ترا جزائے خیر دہد زمان حکومت تو از گرداند و نامہ مہر نمودہ نزد وے فرستاد چوں عبدالملک نامہ مطالعہ کرد با نامہ خود موافق یافت شکر او زائل شد و مسرور گشتہ یک خروار از جہت آں حضرت فرستاد (ترجمہ کشف الغمہ)

پانچویں امام محمد باقر بن علی بن حسین ہیں۔ آپ بھی زاہد عابد گوشہ نشین متقی تھے، مگر حکومت میں آپ کو بھی حصہ نہ تھا۔

(کشف الغمہ)

چھٹے امام ابو عبداللہ جعفر صادق تھے۔ آپ بھی اپنے اسلاف کرام کی طرح زاہد عابد صاحب ارشاد، حکومت سے الگ تھے۔

(کشف الغمہ)

ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر صادق تھے، آپ بھی صاحب ارشاد حکومت سے بے تعلق، عباسی خلیفہ مامون الرشید نے حسن عقیدہ سے آپ کو ولی عہد بنایا مگر آپ حکومت پر نہ پہنچے بلکہ پہلے ہی انتقال فرما گئے رضی اللہ عنہ

(کشف الغمہ)

آٹھویں امام ہمارے شیعہ کے آٹھویں امام ابوالحسن علیؓ بن موسیٰ رضا تھے۔ آپ بھی زاہد، متوکل، متبتل حکومت سے بے تعلق تھے، حاکم وقت مامون رشید کو گاہے گاہے ملنے جایا کرتے تھے۔

(کشف الغمہ)

نویں امام ابوجعفر محمد تقیؒ بن امام علی بن موسیٰ تھے۔ آپ کے زمانہ میں خلیفہ عباسی مامون رشید بن ہارون رشید تھا۔ آپ سے بہت محبت رکھتا تھا، یہاں تک کہ اپنی لڑکی آپ کے عقد میں دے دی، لیکن حضرت ممدوح کو حکومت میں کوئی دخل نہ تھا، یہاں تک کہ خلیفہ معتصم باللہ نے آپ کو قید کر دیا اور قید ہی میں آپ نے انتقال کیا۔

دسویں گیارھویں امام علی نقی بن ابوجعفر اور ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن موسیٰ رضا تھے: یہ دونوں صاحب بھی مثل اپنے اسلاف

کے زاہد عابد گوشہ نشین تھے۔ حکومت میں ان کو کوئی دخل نہ تھا۔

بارھویں امام ابوالقاسم محمد مہدی ہیں جو ۲۵۸ھ میں پیدا ہو کر آج کل غائب ہیں۔ قریب قیامت کے آئیں گے اور صاحب ارشاد اور آمر جہاد بالسیف ہوں گے۔

(ترجمہ کشف الغمہ صـ۱۲۱)

مختصر بیان شیعہ ہمارے امام اصحاب رشد اور اہل ارشاد تھے۔ نہ ارباب جہاد اور جلاد۔ پس ہمارے نزدیک خلافت کے معنی یہی ہیں۔ نیز ہمارے نزدیک خلافت اور امامت امت کی بیعت اور اطاعت سے نہیں بلکہ پہلے امام کی نص صریح سے ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہر ایک سابق امام نے اپنے لاحق کو نامزد فرمایا، پس اُن کی امامت کے لیے یہی کافی ثبوت ہے۔

(ترجمہ کشف الغمہ صـ۱۲۰ شیعہ)

نوٹ: جو صاحب ہمارے ائمہ ہدیٰ اور خلفاء رسالت کے حالات دیکھنا چاہیں وہ کتاب کشف الغمہ یا اس کا فارسی ترجمہ ملاحظہ کریں۔

سائل غیر جانبدار (سنی و شیعہ کو مخاطب کر کے) شروع میں آپ دونوں صاحبوں نے جس اصول سے غیر مسلم سائل کو جواب دیا تھا میں نے اسی اصول سے سوال کیا تھا مجھے امید تھی کہ آپ دونوں صاحبوں نے جس اصول کو غیر مسلم کے سامنے بڑی خوشی سے تسلیم کر کے جواب دیا تھا۔ میرے سوال کے جواب میں بھی اس اصول کو تسلیم کر کے میری تشفی کریں گے۔ میں خوش ہوں کہ میرے محترم سنی مخاطب نے تو اس اصول کو خوب نبھاہا۔ گو مختصر جواب دیا مگر باثبوت دیا کہ خلفاء ثلاثہ نے اسلامی حکومت کو چار چاند لگا دیے

یعنی معمولی جزیرہ نما عرب سے نکل کر دور دور اسلامی پرچم کو لہرا دیا، مگر شیعہ برادر نے جو جواب دیا واقعات کے رُو سے تو نہایت صحیح ہے۔ میں خوش ہوں کہ شیعہ برادر نے راستی اور راست روی کا دامن نہیں چھوڑا یعنی جو کچھ بتایا وہ واقعات سے بتایا جس کے لیے میں ان کا شکرگزار ہوں مگر اصل سوال اس بیان سے حل نہیں ہوا، بلکہ تشنہ لب رہا۔ ہاں سنی بھائی نے جو بتایا ہے وہ البتہ موجب تسکین ہے۔

پس میں مانتا ہوں کہ اسلام اس لیے سچا ہے کہ اس میں دونوں جہانوں کی ترقی ملتی ہے اور سنی مذہب اس لیے صحیح ہے کہ اس کے مسلمہ خلفاء کی خلافت رسالت کے نہج اور طریق پر ہے۔ پس یہی اس کی صحت کی دلیل ہے۔

مرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں

کمر پتلی، صراحی دار گردن!